خالد علوی ایم۔ اے

تجارت کے اسلامی اصول

اسلام چونکہ زندگی کا مکمل ضابطہ ہے، اس لیے حیات انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں اس نے فکری و عملی رہنمائی نہ کی ہو۔ زندگی کا انفرادی پہلو ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا معاشرتی، اخلاقی ہو یا معاشی، اسلام کی اصولی رہنمائی ہر جگہ موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انسانی زندگی کا اہم پہلو وہ ہے، جس میں وہ اپنی بقائے ذات اور اتصال جسم و روح کے لیے کوشش کرتا ہے۔ حیات انسانی کی ساری ہماہمی اس کی انہی کوششوں کے باعث ہے، جو وسائل رزق کے حصول کے لیے وہ سرانجام دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں انسان کی ابتدائی کوشش شکار، پھلوں کا حصول اور کھیتی باڑی کا تجربہ تھا۔ ان میں بتدریج ترقی ہوئی۔ جیسے جیسے کاروان زندگی آگے بڑھا، انسان نے مختلف چیزوں کا باہم تبادلہ کرنا سیکھا اور یہیں سے تجارت کے طریقے وجود میں آئے۔ اور پیشوں کے تعین نے تجارت کو ایک مستقل پیشے کی حیثیت دے دی۔ انسانی معاشرت کے ابتدائی مراحل میں بھی ہمیں تجارت کا سادا سا تصور ملتا ہے۔[1]

قافلۂ حیات نے ارتقائی سفر کی جن منزلوں کو طے کیا، ان میں رزق حاصل کرنے کے مراحل بھی شامل ہیں۔ تہذیب و تمدن کے عروج و زوال کی داستانوں میں زراعت، پیشہ ورانہ مہارت اور تجارت کو خاص مقام حاصل رہا ہے۔ بالخصوص تجارت تو وہ واحد ذریعہ تھی جو مختلف اقوام کو باہم روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار کہتا ہے کہ رومی سلطنت کے عروج کے وقت تجارت بین الاقوامی دائرہ میں داخل ہو چکی تھی۔[2] ایران اور ہندوستان کے تجارتی قافلے اور منڈیاں خاصی شہرت رکھتی تھیں۔ اقتصادی نظام کی ترقی اور اس کی برتری کا راز کم و بیش تجارت میں مضمر ہے۔ جو قوم جس قدر اس سے دلچسپی لیتی ہے، اسی قدر وہ اجتماعی لحاظ سے ترقی یافتہ ہوتی ہے۔ اور جو قوم تجارت سے دلچسپی نہیں رکھتی، وہ

اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کی دست نگر رہتی ہے۔ اور اسی راہ سے دوسری اقوام اس کے تمدن، تہذیب، معیشت و سیاست بلکہ مذہب پر قابض ہو جاتی ہیں۔ جس قوم کے ہاں تجارت نہیں، وہ آج نہیں تو کل ضرور غلام بن کر رہے گی۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تجارت کسی قوم کے اقتصادی نظام کی جان ہوتی ہے۔ اسی سے اس کی مادی حیثیت مستحکم ہوتی ہے۔ اور اسی استحکام سے کسی ملک کی معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی پختگی کا پتہ چلتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شہر میں پیدا ہوئے وہ تجارت کا مرکز تھا اور آپؐ کا خاندان قریش تجارت کا معزز پیشہ کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعثت سے پہلے تجارت کو ہی معاش کا ذریعہ بنایا۔ آپ کے تجارتی سفر تاریخ سے ثابت ہیں اور حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی تاجرانہ مہارت و صداقت ہی کی بنیاد پر آپؐ کو اپنا مال دے کر بھیجا تھا۔ قرآن و سنت نے بار بار تجارت کی ترغیب دی اور اس کے فضائل و برکات بیان کیے:

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔[۳]

جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (یعنی رزق) کو تلاش کرو۔

لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراضٍ منکم۔[۴]

اپنے اموال کو آپس میں باطل کی راہ سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔

یاایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم۔[۵]

اے ایمان والو تم خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں۔

احادیث نبویؐ میں آیا ہے:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء[۶] (ترمذی)

ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا اور امین تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

عن عبید بن رفاعۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تاجر، فاسق و فاجر اٹھیں گے اِلّا یہ کہ انھوں نے

التجار یحشرون یوم القیامة فجاراً الا من اتقی وبرّ و صدق[۴] (رواہ)

تقویٰ، بھلائی اور سچائی سے کاروبار کیا ہو۔

عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما اکل احد قط خیراً من عمل بدیہ وان نبی اللّٰہ داودؑ کان یاکل من عمل یدیہ[۵] (رواہ البخاری)

حضرت مقدام بن معدیکرب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے کبھی ایسا کھانا نہیں کھایا اس کھانے سے بہتر جو ہاتھ کی محنت سے حاصل ہو اور خدا کے نبی داودؑ ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

عن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة[۶] (رواہ البیہقی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال کمائی حاصل کرنا اللہ کے مقررکردہ فرائض کے بعد فرض کا درجہ رکھتا ہے۔

انسانوں نے اپنی غلط روی سے جس طرح زندگی کے دوسرے امور میں خرابیاں پیدا کردی تھیں، اسی طرح تجارت میں بھی غلط کاریوں کی آمیزش ہوگئی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح بد اخلاقی بے حیائی اور کفر و شرک کا انسداد کیا، اسی طرح تجارت میں بھی غلط طریقوں کو ختم کیا اور صداقت و امانت کے مقدس اصولوں کو روشناس کرایا۔ قرآن و سنت میں اسلوب تجارت کے سلسلے میں دو طرح کے اصول و قواعد ملتے ہیں۔ ایک یہ کہ تجارت کو کن صحیح اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے اور دوسرے یہ کہ وہ کون سے مفاسد ہیں، جن سے تجارت کو پاک صاف رکھنا لازمی ہے۔ قرآنؐ سنت کے ان مثبت و منفی اصولوں کو اپنانے سے تجارت ایک مقدس پیشہ اور مبارک طرز عمل بن جاتی ہے۔

بنیادی اصول

(۱) تجارت کا وجود چونکہ باہمی تعاون پر قائم ہے، اس لیے جانبین کا درست تعاون بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور اس معاملے میں لوٹ کھسوٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

تعاونوا علی البر و التقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[۷]۔

بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم پر ہرگز کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو۔

(۲) تجارت میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ جانبین کی حقیقی رضا مندی ضروری ہے۔ خریدنے والے اور فروخت کرنے والے کا معاملے پر راضی ہونا نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا اضطراری جبری رضا مندی معتبر نہیں ہو سکتی۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔[۱۱]

اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ پر نہ کھاؤ الا یہ کہ تجارت کی راہ سے باہمی رضا مندی کے ساتھ ہو۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المضطر وعن بیع الغرر وعن بیع الثمر قبل ان تدرک۔[۱۲]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مضطر بیع غرر اور پھلوں کے پکنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

(۳) تجارت کا تیسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے معاملہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ قانونی اعتبار سے اہلیت کا مطلب یہ ہے کہ ان پر عمل کی ذمہ داری ڈالی جا سکے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاثۃ عن المجنون حتی یبرء وعن النائم حتی استیقظ وعن الصبی حتی یعقل۔[۱۳]

رسول اللہ نے فرمایا کہ تین شخصوں پر تکلیف شرعی عائد نہیں ہے۔ مجنوں پر حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو۔ سونے والے پر تاآنکہ وہ بیدار ہو۔ اور نابالغ بچے پر جب تک وہ بالغ نہ ہو۔

(۴) چوتھا اہم اصول یہ ہے کہ معاملہ میں کسی قسم کا دھوکا، خیانت، ضرر و نقصان اور معصیت کا دخل نہ ہو۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الکسب بیع مبرور وعمل الرجل بیدہ۔[۱۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین کسب بیع مبرور اور دستکاری سے معاش پیدا کرنا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نقصان اٹھانا

لا ضرر ولا ضرار۔ اور نہ نقصان پہنچانا۔

فقہا نے کہا ہے کہ بیع مبرور وہ بیع یعنی خرید و فروخت ہے جس میں جانبین ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور بھلائی کا طریقہ اختیار کریں اور اس میں دھوکا، خیانت اور خدا کی معصیت نہ ہو۔ تاجر کے اخلاق میں سب سے اچھا خلق ایفائے عہد اور صداقت ہے۔ اس سے تجارت کو فروغ نصیب ہوتا اور معاشرے کی مالی حالت مستحکم ہوتی ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے بھی اس اخلاقی کمال کا بہترین نمونہ تھے۔ اسی طرح صداقت اور صاف گوئی کا بہترین نمونہ بھی آپؐ کی سیرت میں موجود تھا۔ قرآن و سنت نے تجارت کے سلسلے میں مثبت اصول بیان کرنے کے بعد یہ بھی بتایا کہ وہ کون سے طریقے ہیں، جو تجارت کو غیر اسلامی اور غیر انسانی بنا دیتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے بیع فاسد کا نام دیا گیا ہے۔ جھوٹ، ناپ تول کی کمی بیشی، دھوکا اور فریب، سود، بددیانتی، ذخیرہ اندوزی و نفع خوری وغیرہ۔ حضورؐ کے ارشادات سے ان امور پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم وکثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم)

ابو قتادہ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تمھیں خرید و فروخت میں زیادہ قسموں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا شخص ایک طرف خرچ کرتا ہے تو دوسری طرف مٹا دیتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحلف منفقۃ (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ قسم مال کو چلانے والی برکت کو زائل کرنے والی ہے۔

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم قال ابوذر خابوا وخسروا من ھم یا رسول اللہ قال المسبل والمنان والمنفق سلعتہ

ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تین شخص ہیں، جن سے قیامت کے دن خداوند تعالیٰ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ابوذر نے پوچھا اچھا حضورؐ وہ بدبخت اور نیکی سے محروم کون اشخاص ہیں۔ فرمایا تہبند کو لٹکا کر چلنے والا۔ احسان

بالحلف الکاذب (رواہ مسلم)[۸] جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔

تجارت میں اہم بات پیمانوں کا صحیح رکھنا ہے۔ قرآن پاک نے اسے عدل قرار دیا ہے۔ اور اس میں کمی کرنے کو جرم۔ قرآن پاک نے قوم شعیبؑ کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی بیشی کرتی تھی۔ ناپ تول میں کمی بیشی کرنا حقیقت میں دوسرے کے حق کو غصب کرنا ہے۔ جو کوئی لینے میں تول کو بڑھاتا ہے اور دینے میں گھٹاتا ہے، وہ دوسرے کی چیز پر بے ایمانی سے قبضہ کرتا ہے، اور یہ بھی چوری ہی کی قسم بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب مقدس میں اس سے بچنے کی تلقین آئی ہے۔ حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں:

اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین ۝ وزنوا بالقسطاس المستقیم ۝ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝[۹]

پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

سورۂ بنی اسرائیل میں جو اخلاقی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذٰلک خیر و احسن تاویلا ۝[۱۰]

اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

حواشی:

۱۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا ج ۲۲ ص ۳۴۵ ۲۔ ایضاً ج ۴ ص ۸۰۲

۳۔ الجمعہ: ۱۰ ۴۔ النساء: ۲۹ ۵۔ البقرہ ۲۷۲

۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع ص ۲۴۲ مطبوعہ کانپور ۷۔ ایضاً

۸۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع فی الکسب وطلب الحلال ص ۲۴۱ ۹۔ ایضاً

۱۰۔ المائدہ: ۲ ۱۱۔ المنار ۲۹

۱۲۔ ابوداؤد کتاب البیوع المضطر ص ۲۴۸ مکتبہ التجاریۃ مصر

۱۳ ابوداؤد ج ۴ کتاب الحدود ص ۱۹۷ مطبوعہ مصر

۱۴ احمد و طبرانی بحوالہ الفقہ علی مذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ مصر

۱۵ الفقہ علی مذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۱۵۴

۱۶ مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع فی المساہلۃ فی المعاملہ ص ۲۴۳

۱۷ ایضاً ۱۸ ایضاً

۱۹ الشعراء ۱۸۱ - ۱۸۳ ۲۰ بنی اسرائیل ۳۵

سیّد امیر علی

حالات اور سیاسی، دینی اور علمی خدمات

(از شاہد حسین رزاقی)

سید امیر علی روشن خیال مفکر، بلند پایہ مورخ و سیرت نگار، صاحب طرز انشاپرداز، نامور قانون دان، اور دور اندیش و حقیقت بین سیاسی رہنما تھے۔ انھوں نے نبی کریمؐ کی زندگی پر انسانِ کامل کی حیثیت سے روشنی ڈالی۔ اسلامی تعلیمات کو اس نقطۂ نظر سے پیش کیا کہ یہ ہر زمانہ کے تقاضے پورے کر سکتی اور ترقی پذیر معاشرے ان سے پوری طرح ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔ اسلامی تاریخ کو انھوں نے صرف سیاسی حالات و واقعات تک محدود نہیں رکھا بلکہ تہذیب و ثقافت اور علوم و فنون کی ترقی میں مسلمانوں کے عظیم کارناموں پر بھی روشنی ڈالی۔ قانونی تصانیف میں اس امر کو ملحوظ رکھا کہ شریعت اسلامی کو جدید انداز میں اس طرح پیش کیا جائے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم قانون دان بھی اس سے بخوبی استفادہ کر سکیں اور اسلامی قوانین سے ناواقفیت کی بنا پر غلط فیصلے نہ ہوا کریں۔

اس کتاب میں امیر علی کی زندگی کے حالات، ان کی سیاسی سرگرمیاں اور دینی اور علمی خدمات بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہیں اور اس کے مطالعہ سے بخوبی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی ہند کی سیاسی بیداری اور ملی و دینی احیاء کی تحریک میں امیر علی نے کس قدر اہم اور نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور ان کے علم و فضل اور سیاسی بصیرت کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں نے کیسی دشوار منزلیں کامیابی سے طے کی ہیں۔

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور